

تبصرہ کتب

محمد سرور عباسی: کشمیری مسلمانوں کی جدوجہد آزادی ۱۸۹۲ء-۱۹۴۷ء، قومی ادارہ کشمیریات، آزاد کشمیر یونیورسٹی مظفر آباد، ۱۹۹۳ء ۷۸۰، ۰ ص ص، قیمت مجلہ ۴۰۰ روپے -

کشمیر کی تاریخ کے آثار پانچ بزار سال قبل مسیح کے زمانے سے دریافت کئے گئے ہیں - اس سلسلے میں سید محمود آزاد کی تاریخ کشمیر کے نام سے دو جلدیں میں ایک مبسوط کتاب بھی ابھی حال ہی میں شائع ہو چکی ہے - تاہم کشمیر کے بارے میں حقائق، واقعات اور حالات جو گزشتہ صدی اور موجودہ صدی میں شائع ہوئے ہیں یا تو یورپین سیاحوں کے تذکروں میں ملتے ہیں یا بر صفت ہندو پاکستان کے کچھ نامور مسلم و غیر مسلم محققین و مورخین کی کتابوں میں رقم ہوئے ہیں - یہ دوپن تذکرہ نگاروں میں سر والٹر لارنس، ولیم مور کرافٹ، سر فرانسیس ینگ ہسپنڈ، جیمز ارٹھ ناٹ اور جی نی وکٹنے زیادہ اہم شخصیتیں ہیں - انگریزی زبان میں تاریخ کشمیر پر سب سے اہم کتاب موجودہ صدی کی چوتھی دہائی میں ایک عظیم کشمیری سکالر ڈاکٹر غلام محی الدین صوفی (رجسٹریشن دہلی یونیورسٹی) نے کشمیر کے نام سے دو جلدیں میں شائع کر کے پنجاب یونیورسٹی (lahor) کو مستقلًا دے دی تھی - کشمیر کے جملہ پہلوؤں پر یہ سب سے زیادہ مستند کتاب ہے - اردو زبان میں منشی محمد دین فوق نے جنہیں حضرت علامہ اقبال نے "مجدد کشامرہ" کے لقب سے نوازا تھا تین جلدیں پر مشتمل تاریخ کشمیر اس صدی کی دوسری دہائی میں لکھ کر شائع کی تھی - حضرت علامہ اقبال نے بھی منشی فوق کی اس تاریخ کشمیر کو بنظر استحسان دیکھا تھا - یہ لشیجر بہر طور کشمیر کی تاریخ پر تو مشتمل ہے لیکن اس میں مسلمانان کشمیر کی جدوجہد آزادی، انکی ذوقگہ حکومت سے کشمکش اور ستیزہ کاری کا پہلو

ہرگز نظر نہیں آتا۔ وسیے بھی کشمیر کی تاریخ کا موضوع اس وقت زیریحث نہیں۔

مسلمانان کشمیر کی جدوجہد آزادی کے تذکرے کتابوں کی صورت میں ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کے بعد بی منصہ شہود پر آئے لگے تو جب تسلیم بر صفير کے بعد مستلعہ کشمیر یعنی ریاست کے الحاق کا سوال پیدا ہوا تھا - انگریز اور ہندو کانگریس اور مہاراجہ ہری سنگھ کی عباریوں اور سازشوں کی بنا پر ریاست کا الحاق ناجائز طور پر بھارت سے کر دیا گیا تھا۔ چنانچہ ریاست کے چند معروف اہل قلم کے علاوہ پاکستان کے کچھ ادبیوں، صحافیوں اور تذکرہ نگاروں نے خاصی رسیج اور کذب کاوش کے بعد اس موضوع پر چند اہم کتابیں مرتب کیں، اور گذشتہ تین چار برسوں میں جب سے اہل وادی کشمیر نے اسوہ شبیری کے تحت طے کر لیا کہ

ستون دار پہ رکھتے چلو سروں کے چراغ
جهان تلک کہ ستم کی سیاہ رات چلے

اب تک مستلعہ کشمیر پر بہت سا قبیٹی لشیچر اور کنی گران بہا کتب شائع ہو کر سامنے آگئی ہیں۔

کشمیری مسلمانوں کی جدوجہد آزادی ۱۹۴۷ء-۱۸۹۲ء پروفیسر ڈاکٹر محمد سوری عباسی (وانس چانسیار آزاد جموں و کشمیر یونیورسٹی) کی تازہ تصنیف ہے۔ مسلمانان کشمیر کی جدوجہد آزادی کے یہ پچھن برس مہاراجہ پرتاپ سنگھ اور مہاراجہ ہری سنگھ کے ادار حکومت پر معیط ہیں۔ کتاب کے آغاز میں ہی مصنف نے نہایت تفصیل کے ساتھ ڈوگر، حکومت کے ان بہیمانہ قوانین، اسکے ظالماںہ نظام اور ان شواہد کا ذکر کیا ہے جو پورے ایک سو برس تک صرف مسلمانان ریاست کے لئے مختص رہے اور جن کے تلے ہے ”قوم نجیب و چرب دست و تر دماغ“ کراہتی ری ہی اور سب سے بڑے، کشمیری نسل کے شاعر حکیم الامت علامہ اقبال کو

بحضور باری تعالیٰ فریاد کننا ہونا پڑا کہ
”ہے کہاں روز مکافات اے خدائے دیرگیر۔“

مصنف نے کتاب کے شروع کیے ہی ایک باب میں مسلمانان کشمیر میں جذبہ حریت کی چنگاری سلگانے والے قام اداروں، تنظیموں اور زعماً کا بھی تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ ان اداروں اور الجمنوں میں الجمن اسلامیہ جموں۔ الجمن نصرت الاسلام سری نگر، الجمن اسلامیہ پونچہ۔ سرسید کی آل انڈیا مہمن ایجوکیشنل کانفرنس، الجمن کشمیری مسلمانان لاہور۔ آل انڈیا مسلم کشمیری کانفرنس اور آل انڈیا مسلم لیگ، جس نے قائداعظم کی صدارت میں ۱۵ مئی ۱۹۴۷ء کو لاہور آل انڈیا مسلم لیگ کے پندرہویں سالانہ اجلاس میں مسلمانان کشمیر پر ذوگہ مظالم کے خلاف ریزولوشن پاس کر کے اقوام عالم کو مسلمانان کشمیر کی مظلومیت کی طرف توجہ دلاتی تھی، شامل ہیں۔

در حقیقت مسلمانان کشمیر کی بیرونی کی پہلی جہنکار اور بقول فیض، سالہا سال سے یہ آسرا جکٹے ہوئے ہاتھوں کے معمر کی پہلی کوشش ۲۱ جولائی ۱۹۴۷ء کو دنیا کے سامنے آئی جب ریشم خانہ سری نگر میں مسلمانوں کی لہو کیے فواز چھوٹے۔ آزادی کے چراغوں کو، جو اس تاریخ کو روشن ہوئے تھے، مزید لہو ۱۳ جولائی ۱۹۴۸ کے سانحہ فاجدہ سی ملا، جب کشمیری جانبازوں نے سرفوشی کی تاریخ میں، ایک اور باب کا اضافہ کیا۔ قابل مصنف نے ان دونوں واقعات بلکہ سانحات کا ذکر نہایت مؤثر انداز میں کتاب کے صفحات ۲۷ اور ۸۴ پر جزئیات کیے ساتھ کیا ہے۔

۱۹۴۰ء کے معمر کرب و بلا کے بعد ۲۲ مارچ ۱۹۴۰ء تک جب مسلمانان برصغیر نے قائداعظم کی قیادت عظمی میں متعدد ہو کر حصول پاکستان کے عزم صمیم کا اعلان کیا، ریاست میں آزادی کی تحریک دن بدن فروغ پاتی رہی۔ اس عرصہ میں گلاتسی کمبین کی تشکیل، اسکے نتیجے میں ایک غیر مؤثر قسم کی قانون ساز اسمبلی کا ریاست میں قیام اور بھمبر،

میربور، کوئٹی، پونچھ اور وادی کے کچھ حصوں میں شورشوں اور بغاوتوں کا تذکرہ مصنف کے مژرخانہ قلم نیے تسلسل کے ساتھ کیا ہے۔ کتاب میں صفحہ ۴۱۳ پر اس معاملہ قائمہ کی اصل حقیقت بھی واضح کی گئی ہے جو مہاراجہ ہری سنگھ نے ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان کے ساتھ اس لئے کیا تھا کہ اسے دھوکہ میں رکھا جائے کہ شاید مہاراجہ بالآخر پاکستان کے ساتھ ہی الحق کرے گا لیکن درپرداز وہ بھارت کے ساتھ الحق کرنے اور ریاست میں مسلمانوں کا استبصال کرنے کی تیاریاں کرنے کے لئے وقت چاہتا تھا۔ یہ کتاب اغلبًا کشمیر پر لکھی گئی کتابوں میں واحد کتاب ہے جس میں ان شہدائی باغ کی مکمل فہرست بھی دی گئی ہے جنہیں باغ جبل میں ڈوگروں نے انتقامی کارروائی کے طور پر شہید کیا تھا، افسوس کہ کسی اور کتاب میں ان عظیم ہستیوں کا نام بھی نہیں لبا گیا جو اسلام اور پاکستان کی خاطر جانبی دے کر اللہ کے ہاں سرخو حاضر ہو گئے تھے۔

نہ منصفی، نہ عدالت، حساب پاک ہوا

یہ خون خاک نشیناں تھا، رزق خاک ہوا (فیض)

فضل مصنف نے آل اندیا کشمیر کمیٹی کے ممبران کے ناموں کی فہرست بھی اس کتاب میں شائع کر کے ایک طرف مسئلہ کشمیر میں اکابر مسلماناں، برمخیروں کی کشمیر کے سلسلہ میں خدمات کا تذکرہ کیا ہے اور دوسری طرف یہ بتایا ہے کہ ملت اسلامیہ کے کون کون سے درخشندہ ستارے افق کشمیر پر چمکتے رہے۔ قاری کو یہ دیکھ کر ضرور حیرت ہو گی کہ ان زعمائی ملت میں، علامہ اقبال، سید محسن شاہ، شمس العلماء خواجہ حسن نظامی، نواب سر ذوالفقار علی خان، مولانا اسماعیل غزنوی، مولانا حسرت موبیانی، ڈاکٹر ضیاء الدین احمد، سید غلام بھیک نیرنگ اور بنگال کے مولانا عبدالحمید بہاشانی ایسی عظیم ہستیوں بھی شامل تھیں۔

کتاب میں برسیل تذکرہ کشمیر کے ان عظیم فرزندوں کا بھی ذکر ہے جنہوں نے جریدہ عالم پر دوام کی مہر ثبت کی۔ یعنی اس خاک سے جسکے

تبصرہ کتب

۱۰۹

خبر میں آتش چنار ہے، کبھی کبھی بگانہ روزگار ہستیاں نمایاں ہوئیں،
ان میں خود امت مسلمین کی عصر حاضر کے مجدد علامہ اقبال بھی تھے
جنہوں نے ذخیر سے یہ فرمایا تھا کہ

تغم گلے زخیابان جنت کشمیر
دل از حریم حجاز و نوا ز شیراز است

اس عظیم فرزند کشمیر کے بارے میں کسی نے ثہیک کہا ہے کہ اسلام کے
فکر و عمل کے جو بھی قافلے مستقبل میں نکلیں گے، وہ اقبال کے فکر و فلسفہ
کے عظیم درخت کے نیچے دم لے کر ہی آگے چل سکیں گے - فاضل مصنف نے
کتاب میں یہ انکشاف بھی کیا ہے کہ برصغیر کی طب بونانی یعنی طب مشرق
کی ہزار سالہ تاریخ کے سب سے بنے طبیب حکیم اجمل خان دہلوی کا خبر
بھی اسی خاک سے اپنا تھا۔

کتاب میں قرارداد الحق پاکستان کے مکمل متن کے ساتھ ان کشمیری
نوجوانوں کی بھی مکمل فہرست دی گئی ہے جنہوں نے سریکف اور کفن برداشت
ہو کر سری نگر میں ۱۹ جولائی ۱۹۴۷ء کو سردار محمد ابراہیم خان صاحب
کی قیام گاہ پر آل جمروں و کشمیر مسلم کانفرنس کا اجلاس منعقد کیا تھا اور
مہاراجہ ہری سنگھ کے قصر فرعونیت سے صرف چند فرانگ کے فاصلے پر
بیٹھ کر اسکے جلال و جبروت کو لکھا رہا تھا اور اسیہ نوشیں دیا تھا کہ اگر وہ
۱۶ اگست ۱۹۴۷ء تک پاکستان کے ساتھ ریاست کے ایاق کا اعلان نہیں کرتا
تو اسے مسلمانان کشمیر کے ساتھ مسلح جنگ کے لئے تیار رینا چاہیئے - یہی
وہ سرفراش نوجوان تھے جنہوں نے اس موقع پر قرآن اور تلوار دونوں کو چوم
کر حلف اٹھایا تھا کہ وہ اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھیں گے جب تک
کشمیر کا پاکستان کے ساتھ الحق نہیں ہو جاتا - قرارداد الحق پاکستان جو اس
اجلاس میں پاس ہوئی تھی، اس وقت کے وزیر خارجہ پاکستان نے یکم جنوری
۱۹۴۸ء کو سیکورٹی کونسل میں بھارت کے پاکستان کے خلاف دعوی کے
جواب میں پیش کی تھی اور یہی قرارداد ریاست جمروں و کشمیر کے پاکستان

کے ساتھ الحق کی اساس بنی۔

راقم الحروف کے خیال میں کشمیری مسلمانوں کی اس پچھن سالہ جدوجہد آزادی کا کوئی ایسا گوشہ نہیں جو اس کتاب میں اجاگر ہونے سے رہ گیا ہو اور اس موضوع پر کوئی اہم مأخذ فاضل مصنف کی نگاہ سے اوچھل رہا ہو۔ یہ کتاب لاریب اس دور کی انتہائی جامع، مکمل اور گران بہا دستاویز ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس اہم تصنیف کا انگریزی زبان میں ترجمہ کیا جانا بھی ضروری ہے تاکہ مسلمانان کشمیر کی اس عہد کی جدوجہد آزادی کی مستند تاریخ انگریزی دان طبقے تک بھی پہنچ سکے۔

محمد یعقوب ہاشمی

موسوعہ فہارس مجلات علمیہ | دینی رشائل و جرائد کا جامع ارشادیہ